سورة المومنون

آیات ۱۰۲ - ۱۱۸

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ۚ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا
ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ۖۚ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ
﴿١١٠﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ اِنَّهٗ
لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾ ۧ

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

مكية — آيات 118

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾

رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح، تاکہ ایمان و عملِ صالح کے ذریعے انسان حقیقی فلاح تک پہنچ سکے

صفاتِ مومنین دلائلِ توحید

- آیات 1 تا 11: جنت کے وارث مومنین کی صفات
- آیات 12 تا 16: خلقتِ انسان - اللہ کی قدرت کی نشانیاں - بعث بعد الموت
- آیات 17 تا 22: اللہ کی قدرت کی حیرت انگیز تخلیق، اپنے بندوں پر اس کی کثیر نعمتیں

دعوتِ انبیاء علیہ السلام

- آیات 23 تا 30: قومِ نوح کا قصہ توحید - غایتِ انبیاء
- آیات 31 تا 44: ہود کی بعث — ہلاکت اقوام میں اللہ کی سنت
- آیات 45 تا 50: قصہ موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام
- آیات 51 تا 52: رسولوں کے لیے ہدایات - وحدت عقائد
- آیات 53 تا 56: رسولوں کے بعد امتوں کا اختلاف

توحید، تقویٰ اور انجامِ آخرت

- آیات 57 تا 61: اہلِ تقویٰ کی نمایاں صفات
- آیات 62 تا 77: کفار کی صفات، ان کے اعمال اور انجام
- آیات 78 تا 80: اللہ کی نعمتیں اور اس کی عبادت کی یاد دہانی
- آیات 81 تا 92: بعث بعد الموت کا انکار اور توحید کے دلائل

انذارِ آخرت اور دعوتِ توحید

- آیات 93 تا 98: نبی کریم ﷺ کے لیے الٰہی ہدایات
- آیات 99 تا 114: موت کے وقت گناہ گاروں کی ندامت اور قیامت کے مناظر
- آیات 115 تا 118: انسانی زندگی کا مقصد اللہ کی عظمت و توحید کا بیان

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

فَمَنْ ثَقُلَتْ - پھر (وہ شخص) جو (کہ) بھاری ہوگئے

ثَقَلَ يَثْقُلُ ، ثِقْلًا : بھاری ہونا

مَوَازِيْنُهٗ - اسکے پلڑے

مادّہ: و ز ن (وزن کرنا، تولنا، کسی چیز کی قدر و قیمت جانچنا)

مِيزَان: ترازو/پیمانہ (اسکی جمع مَوَازِين)

مَوَازِين: ترازو/ پیمانے/ وزن کرنے کے آلات

فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - تو وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ - اور (وہ شخص) جو (کہ) ہلکے ہوگئے اس کے پلڑے

خَفَّ يَخِفُّ ، خَفًّا وَ خِفَّةٌ: ہلکا ہونا

فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ - تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ - خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو

خَسِرَ يَخْسَرُ ، خُسْرًا وَ خُسْرَانًا: خسارے میں ڈالنا

فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ - (وہ) جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ - جھلسائے گی ان کے چہروں کو آگ

لَفَحَ يَلْفَحُ ، لَفْحٌ : جلنا، جھلسنا

وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ - اور وہ اس میں تیوری چڑھانے والے ہوں گے

كَلَحَ يَكلَح ، كُلُوحًا : منہ بگاڑنا، تیوری چڑھانا

اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِیۡ - کیا نہیں تھیں میری آیات | اَ : ہمزہ استفہامیہ

تُتۡلٰی عَلَيۡكُمۡ - پڑھی جاتیں تم پر | تَلَا، يَتْلُوْ ، تِلَاوَةٌ : تلاوت کرنا | تُتْلٰی : فعل مضارع مجہول (پڑھی جاتی ہیں)

فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ - تو تھے تم ان کو جھٹلایا کرتے | كَذَّبَ يُكَذِّبُ ، تَكْذِيْبٌ : جھٹلانا

قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ - وہ کہیں گے اے ہمارے رب غالب آ گئی | غَلَبَ يَغْلِبُ ، غَلْبًا و غَلْبَةٌ : غلبہ پانا

عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا - ہم پر ہماری بد بختی | (ش ق و) | شَقِیَ يَشْقٰی ، شِقْوَةٌ : بد بخت ہونا | اردو میں : شقی، شقاوت

وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ - اور تھے ہم گمراہ لوگ | ضَآلِّيْنَ : گمراہ لوگ

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا - اے ہمارے رب نکال ہمیں اس سے

فَاِنۡ عُدۡنَا - پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں | (ع و د) | عَادَ يَعُوْدُ ، عَوْدًا : واپس لوٹنا، دوبارہ کرنا

فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ - تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ
النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ
اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اُس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی اور اُن کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔

"کیا تم وہی لوگ نہیں ہو کہ میری آیات تمہیں سنائی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے؟" وہ کہیں گے "اے ہمارے رب، ہماری بد بختی ہم پر چھا گئی تھی واقعی ہم گمراہ لوگ تھے، اے پروردگار، اب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر ہم ایسا قصور کریں تو ظالم ہوں گے"

It will be an Hour when those whose scales are heavy, they alone will attain success; and those whose scales are light, those will be the ones who will have courted loss.96 They will abide in Hell. The Fire shall scorch their faces, exposing their jaws. "Are you not those to whom My revelations were recited, and you dubbed them as lies?"They will say: "Our Lord! Our misfortune prevailed over us. We were indeed an erring people. Our Lord! Take us out of this. Then if we revert (to evil-doing) we shall indeed be wrongdoers."

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾

قیامت کا میزان: اصل کامیابی ایمان و عمل سے

- قیامت کے دن انسان کے دنیاوی سہارے، نسب، قبیلہ، خاندان اور اجتماعی طاقت سب بے کار ہو جائیں گے۔ دنیا میں جن چیزوں پر لوگ فخر کرتے تھے، میدانِ حشر کی ہولناکی کے سامنے وہ سب اپنی حیثیت کھو دیں گی۔ اس دن کوئی کسی کا حال پوچھنے یا مدد کرنے کے قابل نہیں ہوگا، حتیٰ کہ قریبی رشتے بھی کسی کام نہ آئیں گے۔
- **کامیابی کا اصل معیار:** اس دن صرف ایک چیز کام آئے گی: **ایمان اور عملِ صالح**۔ جن کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی حقیقی کامیابی پائیں گے، چاہے دنیا میں کمزور، غریب یا بے سہارا رہے ہوں۔ یہی وہ فلاح ہے جس کا ذکر سورۃ المومنون کے آغاز میں کیا گیا تھا۔
- **دنیاوی فخر کی بے حقیقتی:** قریش جن چیزوں کو عزت، طاقت اور کامیابی سمجھتے تھے، قرآن انہیں دھوکے کا سامان قرار دیتا ہے۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان جہنم سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ دنیا کی زندگی اگر آخرت سے غافل کر دے تو وہ محض متاعِ غرور ہے۔
- **محرومی اور انجام:** جن کے اعمال ہلکے ہوں گے، وہ دراصل اپنے آپ کو خسارے میں ڈالنے والے ہوں گے۔ ان کا انجام ہمیشہ کی جہنم ہوگا، جہاں آگ ان کے چہروں کو جھلسا دے گی۔ ان کی حالت ایسی ہوگی کہ چہرے بگڑ جائیں گے، کھال جل جائے گی اور دانت باہر ظاہر ہوں گے۔ یہ منظر اس بات کی سخت تنبیہ ہے کہ آخرت میں کامیابی کا دارومدار صرف ایمان، تقویٰ اور صالح عمل پر ہے۔

اَلَمۡ تَکُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَکُنۡتُمۡ بِہَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَ کُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡہَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

جہنم والوں کی آہ وزاری

- ان آیات میں اہل جہنم کی آہ وزاری کا بیان ہے۔ جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلسا کر بد شکل کر دے گی۔ اللہ دریافت فرمائے گا کہ کیا تم تک میرے احکامات نہیں پہنچے تھے؟ وہ اعتراف کریں گے کہ ہماری بد بختی اور نحوست ہم پر چھا گئی تھی
- وہ چیخیں چلائیں گے اور بار بار رحم کی درخواست کریں گے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ اب چیخنے چلانے کا کیا فائدہ، کیا میرے رسول (ﷺ) نے اسی دن کی یاددہانی کے لیے تمہارے سامنے بار بار ہماری آیات پڑھ کر نہیں سنائی تھیں؟ تم گالیاں دیتے اور ہذیان بکتے تھے، لیکن ہمارا رسول (ﷺ) رحمت و موعظت کا پیکر بن کر تمہیں آنے والے انجام سے برابر باخبر کرتا رہا لیکن تم نے اس کی کسی بات کا جواب دینے کی زحمت بھی گوارا نہ کی
- تو کفار جواب میں کہیں گے کہ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری بد بختی اور شقاوت نے ہم پر ایسا غلبہ کیا کہ ہم نے کبھی سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے رسول کی باتوں کو اور قرآن کریم کی آیات کو سننے کی زحمت نہ کی۔ بلکہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کے رسول کی ہمدردی بڑھتی گئی ویسے ویسے ہماری طرف سے تکذیب میں تیزی آتی گئی۔ آج ہمارے پاس اپنی بد بختی کے اعتراف اور ندامت کے سوا کچھ نہیں۔
- آیات 104-107: آخرت میں انکارِ حق کا انجام انتہائی دردناک اور ناقابلِ واپسی ہوگا۔ دنیا میں جن لوگوں کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی گئیں مگر انہوں نے تکذیب، غفلت اور ضد کا راستہ اختیار کیا، قیامت کے دن وہ جہنم کے عذاب میں گرفتار ہونگے

دنیا میں قرآن کی دعوت کو جھٹلانا معمولی بات نہیں

اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

کیا تمہیں میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں تو تم ان کو جھٹلاتے تھے؟

قرآن کو سنجیدگی سے لینا

اہلِ جہنم سے جو سوال کیا جائے گا، وہ نہایت جھنجھوڑ دینے والا ہے: "کیا میری آیات تمہارے سامنے نہیں پڑھی جاتی تھیں، پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے؟"
اصل مسئلہ یہ نہیں کہ قرآن انسان تک پہنچایا نہیں، بلکہ یہ ہے کہ قرآن پہنچنے کے بعد انسان نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

قرآن کا حق: تلاوت، فہم اور عمل

انسان اسے پڑھے بھی، سمجھے بھی، مانے بھی، اور اپنی زندگی میں نافذ بھی کرے۔ اگر قرآن ہمارے گھروں، حلقوں اور کلاسوں میں پڑھا جائے، مگر ہمارے عقائد، اخلاق، معاملات، عبادات، خاندانی زندگی، معاشرتی رویوں اور فیصلوں پر اس کا اثر ظاہر نہ ہو تو یہ انتہائی خطرناک بات ہے

عملی تکذیب کا خطرہ

یہاں سخت تنبیہ ! کہ قرآن کی تکذیب صرف زبان سے انکار کا نام نہیں۔ کبھی انسان زبان سے قرآن کو مانتا ہے، مگر عمل میں اسے نظرانداز کرتا ہے؛اپنی خواہش، معاشرتی رواج، مفاد یا ذاتی پسند کو قرآن پر مقدم کر دیتا ہے۔اس غیر سنجیدہ رویے کے عواقب نہایت شدید ہیں۔

قرآن کلاس کا اصل مقصد

ہماری قرآن کلاس کا مقصد صرف معلومات جمع کرنا نہیں، بلکہ ہر آیت کے سامنے خود کو پیش کرنا ہے: یہ آیت مجھ سے کیا مطالبہ کر رہی ہے؟ میری کون سی سوچ بدلنی ہے؟ کون سا عمل چھوڑنا ہے؟ کون سی صفت اختیار کرنی ہے؟ اور زندگی کے کس حصے کو قرآن کے تابع کرنا ہے؟

قرآن زندگی بدلنے کی کتاب

قرآن محض ثواب کی کتاب نہیں، زندگی بدلنے کی کتاب ہے۔ جس نے اسے پڑھا، سمجھا اور زندگی میں نافذ کیا وہ فلاح کی طرف چلا، اور جس نے اسے سن کر بھی نظرانداز کیا، آخرت میں یہی قرآن اس کے خلاف حجت بن جائے گا۔

قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡ عِبَادِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا

قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا - وہ کہے گا ذلیل و خوار پڑے رہو اس میں

خَسَأَ يَخْسَأُ ، خَسْئًا : دھتکارنا، ذلیل و خوار پڑے رہنا
یہ لفظ کتے کے دھتکارنے کے لیے آتا ہے

وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ - اور نہ کلام کرو مجھ سے

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ - بیشک یہ حقیقت ہے کہ ایک گروہ تھا

فَرِيْقٌ : گروہ

مِّنۡ عِبَادِىۡ - میرے بندوں میں سے

عِباد: عَبَد کی جمع

يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا - وہ کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے

فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا - سو بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر

غَفَرَ يَغْفِرُ ، غَفْرًا وَ غُفْرَانًا : بخشنا

وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ - اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔

فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا - تو تم نے بنایا ان کو مذاق

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذٌ : بنانا، ٹھہرانا (VIII)

(س خ ر) اس مادے میں دو مفہوم: 1-تابع/ مسخر کرنا، خدمت میں لگا دینا (Subjugation)، 2-ہنسی اڑانا، تمسخر کرنا (Mockery)

سخَّرَ يُسخِّر ، تسخيرًا : مسخر کرنا/ خدمت پر لگا دینا/ کنٹرول میں لانا

حَتّٰۤى اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِىۡ وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ ۝١١٠ اِنِّىۡ جَزَيۡتُهُمُ الۡيَوۡمَ بِمَا صَبَرُوۡۤا ۙ اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝١١١ قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ۝١١٢

حَتّٰۤى اَنۡسَوۡكُمۡ - یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دی تمہیں

(ن س و) اَنْسٰی يُنْسِیْ ، اِنْسَآءٌ : بھلا دینا (١٧)

اردو میں: نسیان، طاقِ نسیان

ذِكۡرِىۡ - میری یاد

وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ - اور تھے تم ان سے ہنسی کرتے

ضَحِكَ يَضْحَكُ ، ضَحْكًا : مذاق کرنا، ہنسی کرنا

اردو میں: مضحکہ، تضحیک

اِنِّىۡ جَزَيۡتُهُمُ الۡيَوۡمَ - بیشک میں نے بدلہ دیا انہیں آج

جَزٰی يَجْزِیْ ، جَزَآءٌ : بدلہ دینا

بِمَا صَبَرُوۡۤا - اس کا جو انہوں نے صبر کیا

اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ - کہ بیشک وہی کامیاب ہیں

فَآئِز: فَوْزٌ مصدر سے اسم فاعل (کامیاب ہونیوالا) جمع فَآئِزُوْنَ

قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ - (اللہ) فرمائے گا کتنا تم ٹھہرے

لَبِثَ يَلْبَثُ ، لَبْثٌ: ٹھہرے رہنا، قیام کرنا

فِى الۡاَرۡضِ - (اس) زمین میں

عَدَدَ سِنِيۡنَ - سالوں کی گنتی (کے اعتبار سے)

عَدَدَ : شمار، تعداد، گنتی، گناہوا

(سالوں کی گنتی)

سِنِيْن : سالوں، برسوں (اس کا واحد سَنَةٌ)

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

قَالُوْا لَبِثْنَا - وہ کہیں گے ہم ٹھہرے

يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ - ایک دن یا دن کا کچھ حصہ پس

بَعْض : کُل کا کچھ حصہ (Part of the whole)

فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ - پوچھ لے شمار کرنے والوں سے

سَاَلَ يَسْئَلُ ، سُؤَالًا : سوال کرنا، پوچھنا

عَدَّ يَعُدّ ، عَدًّا و تَعْدادًا : شمار کرنا، گننا

عَادّ : شمار کرنے والا -(عَادِّيْن اس کی جمع)

اردو میں: عدد، تعداد، متعدد، عاد(عادِ اعظم)، استعداد

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ - وہ فرمائے گا نہیں تم ٹھہرے

اِلَّا قَلِيْلًا - مگر تھوڑا ہی

لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - اگر واقعی تم جانتے ہوتے۔

لَوْ : حرفِ شرط (امتناعی - counterfactual condition)
ایسی شرط جو حقیقت میں واقع نہیں ہوئی

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ١٠٨ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ١٠٩ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى
اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ١١٠ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ١١١ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ١١٢ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا
اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَاۗدِّيْنَ ١١٣ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ١١٤

اللہ تعالیٰ جواب دے گا "دور ہو میرے سامنے سے، پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم ایمان لائے، ہمیں معاف کر دے، ہم پر رحم کر، تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔ تو تم نے ان کا مذاق بنا لیا یہاں تک کہ اُن کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلا دیا کہ میں بھی کوئی ہوں، اور تم ان پر ہنستے رہے، آج اُن کے اُس صبر کا میں نے یہ پھل دیا ہے کہ وہی کامیاب ہیں" پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا "بتاؤ، زمین میں تم کتنے سال رہے؟" بولے ہم رہے ایک یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے۔ ارشاد ہو گا "تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہو نا، کاش تم نے یہ اُس وقت جانا ہوتا

Allah will say: "Away from Me; stay where you are and do not address Me. You are those that when a party of My servants said: Our Lord, we believe, so forgive us, and have mercy on us, for You are the Best of those that are merciful you made a laughingstock of them and your hostility to them caused you to forget Me, and you simply kept laughing. Lo! I have rewarded them this Day for their steadfastness, so that they, and they alone, are triumphant “Then Allah will ask them: "For how many years did you stay on earth?“They will say: "We stayed for a day or part of a day. Ask of those who keep count of this.“He will say: You stayed only for a while, if you only knew that.

محمد اقبال

قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

- آیت "اخسئوا فیھا ولا تکلمون" میں کفار کی بار بار درخواست کا انتہائی سخت اور حقارت آمیز جواب دیا گیا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے، مگر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب اس بارے میں مجھ سے بات نہ کرو۔ دنیا دار العمل ہے؛ انسان کو عمل کا موقع صرف ایک مرتبہ دیا جاتا ہے، دوبارہ واپسی کا کوئی امکان نہیں
- اس حکم کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہر قسم کی گفتگو سے محروم ہوں گے، بلکہ اصل پابندی دوبارہ دنیا میں جانے کی درخواست پر ہو گی
- **غریب اہلِ ایمان کا مذاق اڑانے کا انجام:** کفار کو دھتکارنے کی بڑی وجہ ان کا وہ رویہ تھا جو انہوں نے مخلص اور کمزور مسلمانوں کے ساتھ اختیار کیا تھا
- یہ اہلِ ایمان اللہ سے کہتے تھے: "اے رب! ہم ایمان لائے، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما" کفار نے ان کی عاجزی، ایمان، دعا اور ذکرِ الٰہی کو مذاق کا نشانہ بنا لیا تھا
- درحقیقت وہ صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ اللہ کے ذکر، مغفرت کی طلب، اور دینی رویے کا مذاق اڑا رہے تھے۔ کسی مؤمن کی توہین بذاتِ خود بڑا جرم ہے، لیکن جب اس میں ذکرِ الٰہی کی تحقیر شامل ہو جائے تو جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔
- جن غریب مسلمانوں کو دنیا میں کم تر سمجھا گیا، وہی اللہ کے نزدیک عزت و کامیابی کے مستحق قرار پائے، انہوں نے ظلم، تضحیک اور دل آزاری کے باوجود ایمان، دعا اور صبر کا راستہ نہیں چھوڑا۔
- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے۔ اصل کامیابی مال، طاقت، قبیلہ یا دنیاوی حیثیت نہیں بلکہ ایمان، صبر اور اللہ سے تعلق ہے۔ جنہیں دنیا میں حقیر سمجھا گیا، آخرت میں وہی فائز المرام ہوں گے۔ یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ اہلِ ایمان کا مذاق اڑانا معمولی بات نہیں؛ اللہ اپنے مخلص بندوں کی توہین کا بدلہ ضرور لیتا ہے۔

قٰلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡـَٔلِ الۡعَآدِّيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾

طولِ حیات کا مغالطہ : ان آیات میں قیامت کے دن دنیاوی زندگی کی حقیقت، انسان کی غفلت، اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے وقعتی کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

- قیامت کے دن انکار کرنے والوں سے پوچھا جائے گا کہ تم زمین میں سالوں کے حساب سے کتنا عرصہ رہے؟
- یہ سوال محض مدت معلوم کرنے کے لیے نہیں ہوگا، بلکہ انہیں دنیا کی حقیقت کا احساس دلانے کے لیے ہوگا۔
- جنہوں نے دنیا کو اصل زندگی سمجھ لیا تھا، وہ آخرت کے سامنے اپنی زندگی کو نہایت معمولی پائیں گے۔

کفار کا جواب اور غفلت کا اعتراف : وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں ایک دن یا دن کے کچھ حصے کے برابر رہے

- یہ جواب ان کی حیرانی، ندامت اور دنیا کی مختصر مدت کے اعتراف کو ظاہر کرتا ہے
- وہ کہیں گے کہ شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے، کیونکہ اب انہیں اپنی دنیاوی مدت کا صحیح اندازہ بھی نہیں رہے گا
- اصل میں آخرت کی ہولناکی کے سامنے دنیا کی پوری زندگی خواب کی طرح محسوس ہوگی۔

حقیقتِ دنیا : انہیں جواب دیا جائے گا کہ تم واقعی بہت تھوڑی مدت دنیا میں رہے تھے، مگر افسوس کہ تم نے اسی تھوڑی مدت کو اصل اور دائمی زندگی سمجھ لیا تھا۔ تم نے قیامت کو دور جان کر عیش، غفلت اور نافرمانی میں زندگی گزار دیا، اگر تم دنیا ہی میں یہ حقیقت سمجھ لیتے تو یہی شعور تمہاری ہدایت کا ذریعہ بن سکتا تھا۔

☛ اصل مسئلہ یہ نہیں کہ انسان دنیا میں کتنے سال رہا، بلکہ یہ ہے کہ اس نے اس مدت کو کس مقصد کے لیے استعمال کیا
← عقل مندی یہ ہے کہ انسان اس مختصر مہلت کو ایمان، عمل اور آخرت کی تیاری میں استعمال کرے۔

اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

اَفَحَسِبۡتُمۡ - تو کیا تم نے سمجھ لیا

حَسِبَ يَحْسَبُ ، حِسْبَانًا : خیال کرنا، گمان کرنا، سمجھنا

اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا - ہم نے پیدا کیا تمہیں بے مقصد

عَبَثًا : (ع-ب-ث) بلا مقصد کام کرنا، فضول کھیل، غیر سنجیدہ عمل
ایسا عمل جس میں حکمت، مقصد یا ذمہ داری نہ ہو (بے مقصد، فضول)

وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ - اور یہ کہ بیشک تم ہماری طرف لوٹائے نہ جاؤ گے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ - پس بہت بلند ہے اللہ

تَعَالٰى يَتَعَالٰى ، تَعَالِيٌ : بہت بلند ہونا (III)

الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ - (جو) حقیقی بادشاہ ہے

اَلْمَلِكُ : اللہ کا صفاتی نام (بادشاہ، بااقتدار)

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - کوئی معبود نہیں مگر وہی

رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ - رب ہے عزت والے عرش کا۔

وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ - اور جو پکارے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو

دَعَا يَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ : پکارنا

اٰخَر : دوسرا (کوئی اور)

اٰخِر : آخری، انتہا کا

لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾

لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ - نہیں کوئی دلیل اس کے پاس اس (بات) کی

بُرْهَانَ : دلیل

فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ - تو بیشک بس اس کا حساب

اِنَّمَا : کلمۂ حصر ہے (صرف / ہی / فقط only, exclusively) یہ کسی بات کو محدود اور خاص کر دیتا ہے

عِنۡدَ رَبِّهٖ - اس کے رب کے پاس ہے

اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ - بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ کافر لوگ (کبھی) فلاح نہیں پائیں گے۔

اَفْلَحَ يُفْلِحُ ، اِفْلَاحٌ : فلاح پانا (IV)

وَقُلْ رَّبِّ اغۡفِرۡ - اور آپ کہیں اے میرے رب تو بخش دے

وَارۡحَمۡ - اور تو رحم فرما

وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ - اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ
الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ
قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے؟ پس بالا و برتر ہے اللہ، پادشاہ حقیقی، کوئی خدا اُس کے سوا نہیں، مالک ہے عرش بزرگ کا

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے، جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے

(اے نبی ﷺ) آپ کہیں، میرے رب در گزر فرما، اور رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے اچھا رحم کرنے والا ہے

Did you imagine that We created you without any purpose, and that you will not be brought back to Us?"So, exalted be Allah, the True King! There is no god but He, the Lord of the Great Throne. He who invokes any other god along with Allah " one for whom he has no evidence" his reckoning is with his Lord alone. Indeed, these unbelievers shall not prosper. And say, (O Muhammad): "My Lord, forgive us and have mercy on us, for You are the Best of those that are merciful."

محمد اقبال

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

زندگی بے مقصد کھیل نہیں - جواب دہی کا سفر ہے

- آیت (۱۱۵) انسان کو اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ زندگی کھیل، تفریح یا بے مقصد نہیں ہے، بلکہ ایک بامقصد اور جواب دہی پر مبنی سفر ہے
- انسان کو شترِ بے مہار بنا کر نہیں چھوڑا گیا کہ وہ جو چاہے کرے اور اس سے کوئی سوال نہ ہو؛ بلکہ اس کی تخلیق کے پیچھے بندگی، ذمہ داری، اخلاقی شعور اور آخرت کی واپسی کا واضح مقصد ہے۔ اس لیے فانی زندگی کے فریب میں پڑ کر آخرت کو بھلا دینا انسان کی سب سے بڑی غلطی ہے، کیونکہ بالآخر ہر شخص کو اللہ کے حضور لوٹ کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔
- **زندگی کے بارے میں غلط تصور:** قرآن اس آیت میں اس فاسد سوچ کی تردید کرتا ہے کہ انسان کو محض کھیل کود، تفریح، وقت گزاری اور لاحاصل سرگرمیوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ جب انسان زندگی کو بے مقصد سمجھ لیتا ہے تو پھر اس کے نزدیک حلال و حرام، نیکی و بدی، حق و باطل اور ذمہ داری و جواب دہی سب بے معنی ہو جاتے ہیں۔ یہی تصور اسے عاقبت سے غافل اور عمل کے انجام سے بے پروا بنا دیتا ہے۔
- **بے مقصد زندگی کا لازمی نتیجہ:** جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میری زندگی کا کوئی بڑا مقصد نہیں، وہ عملاً خود کو آزاد، غیر ذمہ دار اور بے قید سمجھنے لگتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں، جہاں چاہوں جاؤں، جیسے چاہوں زندگی گزاروں؛ نہ کوئی حساب ہے، نہ بازپرس۔ یہی سوچ انسان کو خواہش پرستی، ظلم، غفلت اور آخرت کے انکار تک لے جاتی ہے
- زندگی کا مقصد اسی وقت سمجھ میں آتا ہے جب انسان اپنی واپسی کو یاد رکھے۔ اگر اللہ کی طرف لوٹنا، حساب دینا، اور اعمال کے نتائج پانا حقیقت ہے - اور یقیناً حقیقت ہے - تو پھر دنیا کی زندگی محض کھیل نہیں رہتی؛ یہ امتحان گاہ بن جاتی ہے، جہاں ہر عمل، ہر انتخاب اور ہر رویہ معنی رکھتا ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ﴿۱۱۶﴾

انسان کی فکری گمراہیوں کی تردید

- پچھلی آیت میں انسان کے اس غلط تصور کی تردید کی گئی تھی کہ اسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہے۔ یہاں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس گمان سے بہت بلند و برتر ہے کہ وہ کوئی عبث یا بے مقصد کام کرے۔ اتنی وسیع کائنات اور عقل و شعور رکھنے والا انسان محض کھیل تماشا یا تفریح کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ انسان کی تخلیق خود گواہی دیتی ہے کہ اس کے پیچھے مقصد، حکمت اور جواب دہی کا نظام موجود ہے۔

اللہ حقیقی بادشاہ اور تنہا معبود ہے: اللہ تعالیٰ الملک الحق ہے؛ حقیقی بادشاہ، جس کی حکومت حق، عدل اور حکمت پر قائم ہے

- یہ ممکن نہیں کہ وہ نیک و بد، وفادار و باغی، ظالم و مظلوم کے ساتھ ایک جیسا معاملہ کرے۔ اس کی بادشاہی کا تقاضا ہے کہ نیکی کا بدلہ، ظلم کی سزا، اور مظلوم کی دادرسی ضرور ہو۔
- لا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کا مطلب ہے کہ عبادت، اطاعت اور حاکمیت کا حق صرف اسی کے لیے ہے۔ جو اس کے حکم سے انحراف کرے گا، اسے کوئی دوسری طاقت یا سفارش اس کی گرفت سے نہیں بچا سکے گی۔
- رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اللہ کی مطلق حکومت، عظمت اور بے پناہ اقتدار کی تعبیر ہے۔
- عرشِ کریم کا مالک وہ ہے جس کی حکومت پوری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے، مگر اس کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ اس کے اقتدار کے ساتھ اس کا کرم اور رحمت بھی شامل ہے؛ اسی لیے وہ فوراً گرفت نہیں کرتا۔ وہ نافرمانوں کو مہلت دیتا ہے تاکہ سنبھلنے والے سنبھل جائیں اور سرکشوں پر حجت پوری ہو جائے. مگر یہ مہلت کمزوری نہیں، کوئی مجرم اس کی پکڑ سے باہر نہیں جا سکتا۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

توحید کے مضمون کی مزید وضاحت۔

- س آیت میں شرک کی قطعی تردید کی گئی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو اِلٰہ بنا کر پکارنے کی کوئی دلیل موجود نہیں
- گزشتہ آیت میں اللہ کی توحید، بادشاہی اور عظمت واضح ہونے کے بعد شرک ایک سراسر بےبنیاد جسارت بن جاتا ہے۔
- دنیا میں انسان تاویلیں، بناوٹی دلائل اور ہٹ دھرمی اختیار کر سکتا ہے، مگر اللہ کے حضور کوئی عذر کام نہیں آئے گا
- ایسے شخص کا حساب اسکے رب کے پاس ہے، جہاں اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کیوں ٹھہرایا؟ یہاں سے معلوم ہوا کہ مشرک دراصل کفر کا ارتکاب کرتا ہے، کیونکہ وہ اللہ کے حقِ الوہیت میں دوسروں کو شریک کرتا ہے
- سورت کے آغاز میں فرمایا گیا تھا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (مومن ہی فلاح پانے والے ہیں)، اختتام پر فرمایا إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ کہ کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔
- آخر میں آپ ﷺ اور آپؐ کے توسط سے آپؐ کے ساتھیوں کو طلب مغفرت و رحمت کی دعا تلقین فرمائی گی ہے (یہ وہی دعا ہے جس کا تذکرہ آیت 109 میں گذر چکا- کہ جب میرے بندے اور میرے پیغمبر پر ایمان لانے والے مجھ سے طلب مغفرت کرتے اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے تو تم ان کا ہمیشہ مذاق اڑاتے تھے۔)
- اب سورت کے آخر میں اپنے انھیں بندوں کو جنھیں قیامت کے دن ب اللہ کی نوازشات ہوں گی، حکم دیا جارہا ہے کہ جن دعاؤں پر کافر تمہارا مذاق اڑاتے تھے، تم وہ دعائیں برابر اپنے اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو۔ یہی دعائیں تمہارے لیے مغفرت و رحمت کے دروازے کی کلید ہیں

سورۃ المومنون — آخری رکوع

- **قرآن کو محض سننا کافی نہیں** : اہلِ جہنم سے پ سوال - کیا میری آیات تمہارے سامنے نہیں پڑھی جاتی تھیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف قرآن سننا کافی نہیں؛ اصل مطلوب یہ ہے کہ انسان اسے مانے، سمجھے اور زندگی میں نافذ کرے۔
- **توبہ کا وقت دنیا ہے**: آخرت میں مجرم واپسی کی درخواست کریں گے، مگر انہیں رد کر دیا جائے گا۔ اس لیے اصلاح، توبہ اور گناہوں سے واپسی آج ہی کرنی ہے؛ آخرت میں مہلت نہیں ملے گی۔
- **اصل کامیابی صبر اور ایمان میں ہے**: جن اہلِ ایمان کا دنیا میں مذاق اڑایا گیا، اللہ نے انہیں صبر کے بدلے کامیاب قرار دیا۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ حق پر ثابت قدمی ہی حقیقی فلاح ہے۔
- **زندگی بے مقصد نہیں**: آیت "اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا" یاد دلاتی ہے کہ انسان کھیل تماشے کے لیے نہیں، بلکہ بندگی، ذمہ داری اور آخرت کی جواب دہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے
- **سورت اور رکوع کا اختتام- دعا پر**: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ یعنی مؤمن کو ہمیشہ اللہ کی مغفرت اور رحمت کا طلب گار رہنا چاہیے

اضافی مواد

Reference Material

مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں

- سورۃ المؤمنون (آیت 109) میں اہلِ ایمان کا جو وصف نمایاں کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور ایمان، مغفرت اور رحمت کی دعا کے ساتھ جھکتے ہیں: رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ۔ پھر یہی دعا رکوع کے اختتام پر (آیت 118) رسول اللہ ﷺ کو بھی سکھائی گئی: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن کا اصل مزاج غرور، خود اعتمادی یا اپنے اعمال پر ناز کا نہیں، بلکہ بندگی، عاجزی، استغفار اور رحمتِ الٰہی کی طلب کا ہے۔ انسان اپنی عبادت، علم اور نیکی کے باوجود اللہ کی مغفرت اور رحمت کا محتاج رہتا ہے۔
- قرآن و حدیث میں مغفرت اور رحمت سے متعلق کثرت سے دعائیں آئی ہیں، اور یہ کثرت خود اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بخشش اور رحمت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ کبھی آدم و حوا علیہما السلام کی زبان سے مغفرت و رحمت کی دعا سکھائی گئی، کبھی انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں میں یہی التجا آئی، اور کبھی رسول اللہ ﷺ نے امت کو استغفار، عفو اور رحمت طلب کرنے کے جامع کلمات تعلیم فرمائے
- اس کا پیغام یہ ہے کہ انسان خواہ خطاکار ہو، کمزور ہو، غافل ہو یا آزمائش میں مبتلا ہو، اگر وہ سچے دل سے اللہ کی طرف رجوع کرے تو اس کی رحمت و مغفرت اسے اپنے دامن میں لے سکتی ہے۔ یہی مؤمن کی امید، سہارا اور نجات کا راستہ ہے۔
- قرآن اور احادیث مبارکہ سے رحمت اور مغفرت کی مسنون دعاؤں کا ایک مجموعہ آگے سلائیڈز میں دیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں

- رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَ اِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ - حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی دعا

اے ہمارے رب ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ (سورۃ الاعراف : 23)

- رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّ هَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا - اصحابِ کہف کی دعا

اے ہمارے رب ! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی (درستگی) کا سامان کر دے (سورۃ الکہف: 10)

- رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ - ایمان، مغفرت اور نیک انجام کی دعا

اے ہمارے رب ! ہمارے گناہ معاف فرما دے، ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت عطا فرما۔ (سورہ آل عمران: 193)

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً - دلوں کی حفاظت اور رحمت کی دعا

اے ہمارے رب ! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ ہونے دے، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ (سورۃ آل عمران: 8)

- وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ - معافی، مغفرت اور رحمت کی جامع دعا

(اے ہمارے رب !) ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر (سورۃ آل عمران: 8)

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا – گناہوں، زیادتیوں اور ثابت قدمی کی دعا

اے ہمارے رب ! ہمارے گناہ معاف فرما، ہمارے کام میں جو زیادتی ہوئی اسے بخش دے، اور ہمارے قدم جما دے۔آل عمران۔(سورۃ آل عمران: 147)

- رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ... فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

اے ہمارے رب ! ہم نے ایمان کی دعوت دینے والے کو سنا، پس ہم ایمان لے آئے؛ ہمارے گناہ بخش دے، ہماری برائیاں دور فرما، اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے۔(سورۃ آل عمران: 193) – ایمان، مغفرت اور نیک انجام کی دعا

- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

اے میرے رب ! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما، ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔(سورہ الاعراف: 151)

- اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ – اللہ کو ولی مان کر مغفرت ورحمت کی دعا

(اے ہمارے رب !) تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس ہمیں معاف فرما، ہم پر رحم فرما، اور تو سب سے بہتر معاف فرمانے والا ہے(الاعراف:155)

- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ – والدین اور اہلِ ایمان کی مغفرت کی دعا

اے ہمارے رب ! مجھے، میرے والدین کو اور سب اہلِ ایمان کو اس دن بخش دے جب حساب قائم ہوگا۔(سورۃ ابراہیم: 41)

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ - حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا

مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔(سورۃ الانبیاء: 83)

- رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۔(سورۃ المؤمنون: 109) سورۃالمؤمنون کی دعا

اے ہمارے رب ! ہم ایمان لائے، پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے

- رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ سورۃ المؤمنون: 118) - سورۃالمؤمنون میں سکھائی گئی جامع دعا

اے میرے رب ! بخش دے، رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔

- رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ- سورۃ القصص: 16) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

اے میرے رب ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس مجھے بخش دے

- رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ- سورۃ الحشر: 10) والدین اور اہلِ ایمان کی مغفرت کی دعا

اے ہمارے رب ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

- رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا سورۃ التحریم: 8) نور کی تکمیل اور مغفرت کی دعا

اے ہمارے رب ! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما اور ہمیں بخش دے۔۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں (احادیث میں)

- اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ... فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں... پس مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ (صحیح بخاری) – سید الاستغفار

- اللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا، پس اپنی طرف سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) – نماز میں (تشہد میں) مانگی جانے والی جامع دعا

- اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ (صحیح مسلم) – تمام گناہوں کی مغفرت کی دعا

اے اللہ! میرے تمام گناہ بخش دے؛ چھوٹے بھی، بڑے بھی، پہلے بھی، پچھلے بھی، ظاہر بھی اور پوشیدہ بھی۔

- اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ، وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) خطا، جہالت اور زیادتی کی مغفرت

اے اللہ! میری خطا، میری نادانی، میرے کام میں زیادتی، اور وہ سب کچھ بخش دے جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

- اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ - (صحیح بخاری، صحیح مسلم) اگلے پچھلے، پوشیدہ ظاہر گناہوں کی دعا

اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس مجھے بخش دے

- اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ- (ابن ماجہ، الترمذی) (سجدوں میں/سجدوں کے درمیان کی جانے والی دعا)

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت دے، اور مجھے رزق عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کی دعائیں (احادیث میں)

- اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ، فَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ (صحیح بخاری)
  اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، پس مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرما - طلبِ رحمت کی دعا
- اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلَى (صحیح بخاری، صحیح مسلم)
  اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اور مجھے بلند رفیقوں کے ساتھ ملا دے - دنیا سے رخصتی کے وقت نبی ﷺ کی دعا
- اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) - نماز کے آغاز کی دعا میں مغفرت
  اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی تو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھی ہے
- رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (سنن ابی داود) توبہ واستغفار کی جامع دعا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ والی دعا)
  اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی بڑی توبہ قبول فرمانے والا، نہایت مہربان ہے۔
- اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِالْقُرْآنِ، وَاجْعَلْهُ لِي إِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً - (نص الدعاء المشہور - دعاء ختم القرآن)
  اے اللہ! قرآن کے ذریعے مجھ پر رحم فرما، اور اسے میرے لیے امام، نور، ہدایت اور رحمت بنا دے
- سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (صحیح بخاری، صحیح مسلم) رکوع و سجود میں کثرت سے پڑھی جانے والی دعا
  اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے رب! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔
- اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ (صحیح مسلم) مرنے والے (میت) کے لیے دعا، (میت اگر عورت ہو تو هُ کی جگہ هَا پڑھیں)
  اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے، اس سے درگزر فرما، اور اس کی عزت والی مہمانی فرما۔

قرآن کا تصورِ فلاح

اور

ہمارا تصورِ کامیابی

سورۃ المؤمنون کی روشنی میں ایک جائزہ

قرآن کا تصورِ فلاح اور ہمارا تصورِ کامیابی

- کامیابی کا تصور انسانی فکر کا مرکزی مسئلہ رہا ہے۔ ہر انسان کامیاب ہونا چاہتا ہے، مگر کامیابی کی تعریف اور اس کے معیار میں فکری روایات کے درمیان بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ سورۃ المؤمنون اس سلسلے میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے کامیابی (فلاح) اور ناکامی (خسران) واضح طور پر پیش کیا ہے
- سورۃ المؤمنون کا آغاز ہی ایک فیصلہ کن اعلان سے ہوا ہے"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ" بے شک اہلِ ایمان فلاح پا گئے(1)اور سورت کے آخر میں اسی مضمون کو ایک دوسرے زاویے سے یوں مکمل کیا جاتا ہے"إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ" بے شک کافر فلاح نہیں پا سکتے(117)
- گویا پوری سورت کے آغاز و اختتام میں ایک گہرا ربط ہے: آغاز میں بتایا گیا کہ کامیابی کس کے لیے ہے، اور اختتام میں واضح کر دیا گیا کہ ناکامی کس کا مقدر ہے۔ درمیان میں مؤمنین کی صفات، منکرین کا انجام، دنیا کی بے ثباتی، آخرت کی جواب دہی، توحید، دعا، صبر اور مغفرت و رحمت کی طلب کو بیان کرکے کامیابی اور ناکامی کے حقیقی معیار کو پوری طرح واضح کر دیا گیا ہے۔
- عربی لفظ "فلاح" صرف کامیابی کے معنی میں نہیں آتا، بلکہ اس میں کئی مفاہیم جمع ہیں: نجات، بقا، کامیابی، مقصد تک پہنچنا، خیر کو پا لینا، شر سے بچ جانا، اور ایسی کامیابی جو عارضی نہیں بلکہ پائیدار ہو۔ یہ لفظ قرآن میں متعدد بار آیا ہے اور یہ محض دنیاوی کامیابی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ حقیقی اور دائمی کامیابی کو ظاہر کرتا ہے

قرآن کا تصورِ فلاح اور ہمارا تصورِ کامیابی

- فَلَاح کے لفظ سے ہی فَلَّاح کا لفظ بھی ہے، جس کے معنی کاشتکار کے ہیں، جو زمین کو چیر کر بیج بوتا ہے اور محنت کے بعد پھل پاتا ہے۔ اس مناسبت سے فلاح میں محنت، صبر، نشو و نما، نتیجہ اور کامیابی سب شامل ہیں۔
- قرآن کے نزدیک فلاح کا مطلب محض دنیاوی ترقی، شہرت، دولت یا غلبہ نہیں، بلکہ اصل فلاح یہ ہے کہ انسان اللہ کی رضا، آخرت کی نجات، جنت، نفس کی پاکیزگی، ایمان، عملِ صالح، تقویٰ اور بندگی کی زندگی حاصل کرے۔ اسی لیے قرآن جب کہتا ہے "وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" تو یہ تعبیر قرآن میں مختلف مقامات پر اہلِ ایمان، متقین، توبہ کرنے والوں، نفس کا تزکیہ کرنے والوں، اللہ کی اطاعت کرنے والوں اور حق پر ثابت قدم رہنے والوں کے لیے آئی ہے۔

فلاح کے قرآنی اجزاء جو اس سورت میں بیان کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

- ایمان: فلاح کی بنیاد۔
- خشوعِ نماز: تعلق باللہ کی گہرائی۔
- لغویات سے اعراض: وقت اور شعور کی حفاظت۔
- تزکیۂ مال و نفس: زکوۃ اور پاکیزگی۔
- عفت و امانت: اخلاقی و سماجی پاکیزگی۔
- عہد کی پاسداری اور نمازوں کی حفاظت: نظمِ زندگی اور بندگی کی علامت۔

قرآن کا تصورِ فلاح اور ہمارا تصورِ کامیابی

خسران اور ناکامی کا قرآنی تصور: اس سورت میں صرف کامیاب لوگوں کی صفات ہی نہیں بلکہ ناکام لوگوں کا تذکرہ بھی:

- **آیاتِ الٰہی کی تکذیب**: خسران کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان قرآن کو سن کر بھی نظرانداز کرے۔ تکذیب صرف زبان سے انکار نہیں؛ عملی تکذیب بھی ہوتی ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے مگر زندگی نہ بدلے، جب احکام معلوم ہوں مگر عمل نہ ہو، جب آخرت کا ذکر ہو مگر ترجیحات دنیا ہی رہیں
- **گمراہی کا اعتراف مگر بہت دیر سے**: آخرت میں انسان اپنی گمراہی مان لے گا، مگر اس وقت اعتراف بے فائدہ ہوگا
- **آخرت میں واپسی کی درخواست**: توبہ کا وقت دنیا ہے، آخرت نہیں۔ دنیا عمل کی جگہ ہے، آخرت نتیجے کی جگہ۔ جو شخص آج اصلاح کو مؤخر کرتا ہے، وہ دراصل اپنے ہی خلاف مقدمہ مضبوط کر رہا ہے
- **اہلِ ایمان کا مذاق اڑانا**: ناکامی کا ایک سبب - دین دار، کمزور، مخلص اور دعا کرنے والے بندوں کا مذاق اڑانا۔ یہ رویہ صرف انسانوں کی توہین ہی نہیں، بلکہ دین، دعا، عاجزی اور ذکرِ الٰہی کی تحقیر بھی ہے
- **دنیا کی زندگی کو اصل سمجھ لینا**: جس دنیا کے لیے انسان نے حلال و حرام کی تمیز مٹا دی، آخرت بھلا دی، قرآن چھوڑ دیا، اور اپنی زندگی کا مقصد کھو دیا، وہ دنیا انجام کے وقت نہایت مختصر محسوس ہوگی (ایک دن یا اس سے بھی کم)
- **بے مقصد زندگی کا فریب**: یہ سمجھنا کہ کوئی حساب نہیں، کوئی واپسی نہیں، کوئی رب کے سامنے پیشی نہیں
- **شرک اور توحید سے انحراف**: توحید سے محرومی فلاح سے محرومی ہے۔ شرک صرف بت پرستی کا نام نہیں؛ اللہ کے مقابلے میں کسی اور کو آخری اتھارٹی، خوف، امید، بھروسے، اطاعت یا مقصد کا مرکز بنا لینا بھی توحید کے تقاضوں کے خلاف ہے

قرآن کا تصورِ فلاح اور ہمارا تصورِ کامیابی

خسران اور ناکامی کا قرآنی تصور: اس سورت میں صرف کامیاب لوگوں کی صفات ہی نہیں بلکہ ناکام لوگوں کا تذکرہ بھی:

- **آیاتِ الٰہی کی تکذیب**: خسران کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان قرآن کو سن کر بھی نظرانداز کرے۔ تکذیب صرف زبان سے انکار نہیں؛ عملی تکذیب بھی ہوتی ہے۔ جب قرآن پڑھا جائے مگر زندگی نہ بدلے، جب احکام معلوم ہوں مگر عمل نہ ہو، جب آخرت کا ذکر ہو مگر ترجیحات دنیا ہی رہیں
- **گمراہی کا اعتراف مگر بہت دیر سے**: آخرت میں انسان اپنی گمراہی مان لے گا، مگر اس وقت اعتراف بے فائدہ ہوگا
- **آخرت میں واپسی کی درخواست**: توبہ کا وقت دنیا ہے، آخرت نہیں۔ دنیا عمل کی جگہ ہے، آخرت نتیجے کی جگہ۔ جو شخص آج اصلاح کو مؤخر کرتا ہے، وہ دراصل اپنے ہی خلاف مقدمہ مضبوط کر رہا ہے
- **اہلِ ایمان کا مذاق اڑانا**: ناکامی کا ایک سبب - دین دار، کمزور، مخلص اور دعا کرنے والے بندوں کا مذاق اڑانا۔ یہ رویہ صرف انسانوں کی توہین ہی نہیں، بلکہ دین، دعا، عاجزی اور ذکرِ الٰہی کی تحقیر بھی ہے
- **دنیا کی زندگی کو اصل سمجھ لینا**: جس دنیا کے لیے انسان نے حلال و حرام کی تمیز مٹا دی، آخرت بھلا دی، قرآن چھوڑ دیا، اور اپنی زندگی کا مقصد کھو دیا، وہ دنیا انجام کے وقت نہایت مختصر محسوس ہوگی (ایک دن یا اس سے بھی کم)
- **بے مقصد زندگی کا فریب**: یہ سمجھنا کہ کوئی حساب نہیں، کوئی واپسی نہیں، کوئی رب کے سامنے پیشی نہیں
- **شرک اور توحید سے انحراف**: توحید سے محرومی فلاح سے محرومی ہے۔ شرک صرف بت پرستی کا نام نہیں؛ اللہ کے مقابلے میں کسی اور کو آخری اتھارٹی، خوف، امید، بھروسے، اطاعت یا مقصد کا مرکز بنا لینا بھی توحید کے تقاضوں کے خلاف ہے

قرآن کے عمومی تصورِ فلاح کے بنیادی عناصر

سورۃ المؤمنون کے علاوہ پورے قرآن میں فلاح کے کئی پہلو بیان ہوئے ہیں۔ ان آیات کو جمع کریں تو قرآن کا تصورِ کامیابی بہت واضح ہو جاتا ہے۔

1. تقویٰ: وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (البقرہ 189، آل عمران 130، آل عمران 200)
تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اللہ کی ناراضی سے بچتے ہوئے گزارے۔ قرآن کے نزدیک فلاح کا تعلق صرف achievement سے نہیں، بلکہ احتساب اور ذمہ داری (accountability) سے ہے۔

2. تزکیۂ نفس: قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا، وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کو پاک کیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا (الشمس-9)
یہ آیات کامیابی کا ایک بنیادی معیار دیتی ہیں کہ انسان کا اندر پاک ہے یا آلودہ؟ آج کی دنیا ظاہری کامیابی دیکھتی ہے جبکہ قرآن کریم اندرونی پاکیزگی کو فیصلہ کن معیار بناتا ہے۔

3. ایمان اور عملِ صالح: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً – جو مرد یا عورت ایمان کے ساتھ نیک عمل کرے گا، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے (النحل- 97)
یہاں قرآن دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کا اصول دیتا ہے: ایمان + عملِ صالح = حیاتِ طیبہ۔

قرآن کے عمومی تصورِ فلاح کے بنیادی عناصر

4. **آخرت کی نجات**: فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہی حقیقت میں کامیاب ہوا (آل عمران-185)

یہ آیت کامیابی کا حتمی معیار طے کر دیتی ہے۔ جسے جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت مل گئی، وہ کامیاب ہے؛ چاہے دنیا نے اسے ناکام سمجھا ہو۔ اور جو دنیا میں کامیاب دکھائی دے مگر آخرت میں محروم رہے، وہ حقیقتاً ناکام ہے۔

5. **اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت**: وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ... فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے... وہی کامیاب ہیں (النور-52)

کامیابی کا قرآنی راستہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، خود ساختہ روحانیت یا ذاتی پسند و ناپسند کا دین نہیں ہے۔

6. **ذکر، نماز، زکوٰۃ اور آخرت کی ترجیح**: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ، بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ– جو مرد یا عورت ایمان کے ساتھ نیک عمل کرے گا، ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے (الأعلى: 14-17)

یہ آیات آج ہمارے موجودہ تصورِ کامیابی پر ایک سوال ہیں، ہم دنیا اور اس کی مرغوبات کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ قرآن آخرت کو بہتر اور باقی کہتا ہے

آج ہمارا تصورِ کامیابی کیا ہے؟

- آج کے دور میں کامیابی کا تصور بنیادی طور پر مادی اور پوزیٹیوسٹ (Positivist) نقطہ نظر پر مبنی ہے، یہ تجرباتی یا مشاہداتی نقطۂ نظر ہے جو حسی مشاہدے، تجربے، پیمائش اور سائنسی تصدیق تک محدود ہے اور زندگی، اخلاق، دین، مقصد، روحانیت اور غیب جیسے سوالات کو پوری طرح سمجھانے سے قاصر ہے۔
- اس فکر کے مطابق آج کامیابی کے معیارات یہ ہیں :
  - ← مال و دولت : بینک اکاؤنٹس، جائیدادیں، مہنگی گاڑیاں، نجی طیارے۔
  - ← شہرت اور مقبولیت : سوشل میڈیا پر فالوورز، میڈیا میں نمائندگی۔
  - ← طاقت اور عہدہ : اعلیٰ مناصب، اثر و رسوخ۔
  - ← تعلیمی اسناد : ڈگریاں، اعزازات۔
  - ← صحت اور خوبصورتی : فٹنس، ظاہری حسن۔
  - ← بیرونِ ملک مواقع، آرام دہ زندگی، زندگی کی مسابقت میں دوسروں سے آگے نکل جانا......
- یہ تمام چیزیں بذاتِ خود حرام یا غلط نہیں ہیں۔ اسلام غربت کو فضیلت کا لازمی معیار نہیں بناتا، نہ دنیاوی ترقی کو لازماً برا کہتا ہے۔ مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں یہ چیزیں مقصدِ زندگی بن جائیں، اللہ کی رضا، آخرت، حلال و حرام، اخلاق، نماز، قرآن، خدمت، خاندان کی دینی تربیت اور جواب دہی کو پیچھے دھکیل دیں (ہماری ترجیحات کو بدل دیں)

آج ہمارا تصورِ کامیابی کیا ہے؟

- اصل مسئلہ دولت نہیں، دولت کی مرکزیت ہے
- اصل مسئلہ منصب نہیں، منصب کا غرور ہے
- اصل مسئلہ ترقی نہیں، ترقی کے لیے دین کو قربان کرنا ہے
- اصل مسئلہ آرام و آسائش نہیں، آرام کے لیے آخرت کو بھلا دیناہ
- اصل مسئلہ دنیا نہیں، دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا ہے۔

○ قرآن اسی کو یوں بیان کرتا ہے: بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ، بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (الأعلى)

ہمارے تصورِ کامیابی کا تضاد

○ ہم زبان سے سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، مگر عملی زندگی میں ہمارے فیصلے اس کی عکاسی نہیں کرتے۔ یہ ہمارے اندر کا ایک خطرناک تضاد ہے:

○ **وقت کا تضاد:** ہم دنیاوی تعلیم، نوکری، کاروبار، سوشل میڈیا، تعلقات اور تفریح کے لیے وقت نکالتے ہیں، مگر قرآن سمجھنے، نماز بہتر کرنے، دین سیکھنے، اولاد کی دینی تربیت اور اپنے نفس کے محاسبے کے لیے وقت نہیں نکالتے۔

○ ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ جس چیز کو ہم اصل کامیابی کہتے ہیں، کیا ہمارا وقت واقعی اسی کے لیے خرچ ہو رہا ہے؟

آج ہمارا تصورِ کامیابی کیا ہے؟

ہمارے تصورِ کامیابی کا تضاد

- ترجیحات کا تضاد: ہم اپنی اولاد کے لیے اچھے سکول، بہترین کیریئر اور بہترین دنیاوی مستقبل چاہتے ہیں جو کہ غلط نہیں ہے، لیکن اگر ان کے ایمان، نماز، اخلاق، حیا، آخرت کی فکر اور دینی شناخت پر اتنی توجہ نہیں، تو ہمارا تصورِ کامیابی قرآنی نہیں بلکہ دنیاوی ہے
- عزت کا تضاد: ہم معاشرے میں اس شخص کو کامیاب سمجھتے ہیں جس کے پاس مال، عہدہ، شہرت یا اثرورسوخ ہو۔ مگر قرآن اس شخص کو کامیاب کہتا ہے جو مؤمن، خاشع، پاک دامن، امانت دار، نماز کا محافظ، لغو سے بچنے والا اور آخرت کا طالب ہو۔
- اگر ایک شخص بہت مالدار ہے مگر نماز سے غافل، اخلاق میں کمزور، حرام سے بے پرواور آخرت سے غافل ہے، تو قرآن کے معیار سے وہ شدید خطرے میں ہے، چاہے دنیا اسے کامیاب کہے۔
- خوف اور امید کا تضاد: ہم دنیاوی ناکامی سے بہت ڈرتے ہیں، نوکری نہ ملنا، ترقی رک جانا، کاروبار میں مندی، لوگوں میں عزت کم ہونا۔ مگر آخرت کی ناکامی، نماز سے غفلت، قرآن سے دوری، حرام آمدنی، اخلاقی زوال اور اللہ کی ناراضی سے اتنا نہیں ڈرتے
- یہی اصل تضاد ہے: ہمارا خوف دنیاوی ہے، جبکہ ایمان کا تقاضا ہے کہ سب سے بڑا خوف اللہ کے سامنے ناکامی کا ہو۔

آج ہمارا تصورِ کامیابی کیا ہے؟

ہمارے اوپر کیا لازم آتا ہے؟

- اگر قرآن کا تصورِ فلاح ہمارے موجودہ تصورِ کامیابی سے مختلف ہے، تو پھر ہمارے اوپر چند چیزیں لازم آتی ہیں

- **کامیابی کی تعریف بدلنا:** کامیابی کی یہ تعریف بدلنا ہو گی کہ کامیابی صرف اچھی نوکری، ہے۔ اصل کامیابی اللہ کی رضا، آخرت کی نجات، پاکیزہ کردار، ایمان، عملِ صالح اور جنت کا حقدار بننا ہے
- **قرآن کو معیار بنانا:** کامیابی کے معیار کی بنیاد معاشرہ، میڈیا، خاندان، دوست، رسوم ورواج، یا اپنی خواہشات نہیں بلکہ کامیابہ کا معیار قرآن سے لینا ہوگا۔ اگر قرآن کہتا ہے کہ مؤمن فلاح پاتے ہیں، متقی فلاح پاتے ہیں، نفس کو پاک کرنے والے فلاح پاتے ہیں، تو پھر یہی کامیابی ہے، چاہے دنیا اسے چھوٹا سمجھے۔
- **اپنی زندگی کا محاسبہ کرنا:** ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا ہوگا :
  - میری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے؟
  - میرے فیصلوں میں قرآن کا کتنا دخل ہے؟
  - یا میرا اماِل پاک ہے؟
  - کیا میں لغو سے بچتا ہوں؟
  - میرا وقت کہاں خرچ ہو رہا ہے؟
  - کیا میری نماز مجھے بدل رہی ہے؟ک
  - کیا میرے تعلقات امانت اور عہد پر قائم ہیں؟
  - کیا میں اہلِ ایمان کی عزت کرتا ہوں؟
- **بچوں اور نئی نسل کو کامیابی کی درست تعریف دینا:** ہماری ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ ہم بچوں کو دنیاوی کامیابی کے لیے بہت منظّم تربیت دیتے ہیں، مگر دینی کامیابی کو "اضافی" چیز بنا دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اصل چیز career ہے، اور دین secondary ہے۔

ہمارے اوپر کیا لازم آتا ہے؟......

- **دنیا کو ذریعہ بنانا، منزل نہیں:** قرآن دنیا چھوڑنے کا حکم نہیں دیتا، مگر دنیا کو آخرت کے مقابلے میں ترجیح دینے سے روکتا ہے۔ ہمیں دنیا میں کام کرنا ہے، تعلیم حاصل کرنی ہے، معاش بنانا ہے، خاندان چلانا ہے، ادارے بنانے ہیں، خدمت کرنی ہے، مگر یہ سب کچھ آخرت کے نمایاں شعور کے ساتھ۔ دنیا جب ذریعہ ہو تو نعمت ہے۔ دنیا جب مقصد بن جائے تو فتنہ ہے

- **دعا، استغفار اور رحمت کی طلب کو زندگی کا حصہ بنانا:**

سورۃ المؤمنون کا اختتام اس دعا پر ہوتا ہے:

وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ اور کہیے: اے میرے رب! بخش دے، رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے (118)

یہ اختتام بہت معنی خیز ہے۔ کامیابی کا راستہ صرف اخلاقی کوشش نہیں، بلکہ اللہ کی مغفرت اور رحمت کا محتاج ہے۔ مؤمن محنت کرتا ہے، مگر اپنے عمل پر ناز نہیں کرتا۔ وہ دعا کرتا ہے، استغفار کرتا ہے، رحمت مانگتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نجات صرف اعمال کے غرور سے نہیں، اللہ کی رحمت سے ہے۔

قرآن کے تصورِ کامیابی کو اپنی زندگی کا حصہ کیسے بنائیں؟

1. روزانہ قرآن سے تعلق: یہ تعلق محض تلاوت کا نہیں بلکہ فہم اور عمل کی نیت کے ساتھ کا ہو۔ روزانہ قرآنِ کریم کا ایک حصے کی تلاوت کریں، اس کا ترجمہ سمجھیں، اور اس حصے کے عملی نکات مرتب کریں

2. نماز کی زندگی میں مرکزی اہمیت: نماز وقت پر، جماعت کے ساتھ، سمجھ کر، خشوع کے ساتھ۔ نماز کا اثر اخلاق، زبان، معاملات اور فیصلوں میں ظاہر ہونا چاہیے۔

3. لغو کا محاسبہ: اپنے دن کا جائزہ لیں! کتنا وقت غیر ضروری گفتگو، موبائل، سوشل میڈیا، بے فائدہ ویڈیوز اور فضول بحثوں میں گیا؟ کامیاب مؤمن اپنے وقت کا محافظ ہوتا ہے۔

4. حلال مال اور زکوۃ: آمدنی، خرچ، زکوۃ، صدقہ، قرض، معاملات - سب کا دینی جائزہ لیں۔ مال کی پاکیزگی فلاح کا حصہ ہے

5. اخلاقی پاکیزگی: نگاہ، زبان، تعلقات، سوشل میڈیا استعمال، لباس، حیا، گھر کا ماحول - یہ سب فلاح کے دائرے میں آتے ہیں

6. امانت و عہد: دفتر، گھر، مسجد، ادارہ، معاشرہ - جہاں بھی ذمہ داری ہے، اسے امانت سمجھیں۔ وعدہ خلافی اور بددیانتی قرآنی تصورِ فلاح کے خلاف ہیں

7. اہلِ ایمان کی عزت: دین دار، کمزور، غریب، سادہ، دعا کرنے والے اور قرآن سے جڑنے والے لوگوں کا مذاق ہرگز نہ اڑائیں۔ یہ سورۃ المؤمنون کے آخری رکوع کی خاص تنبیہ ہے۔

8. آخرت کی یاد: دنیا کی مختصر مدت اور بے ثباتی کو یاد رکھیں۔ ایک دن یہ پوری زندگی " ایک دن یا دن کے کچھ حصے " جیسی محسوس ہوگی۔ اس لیے آج ہی اپنی ترجیحات درست کریں۔

قرآن کا تصورِ کامیابی کو

- سورۃ المؤمنون ہمیں کامیابی کا وہ معیار عطا کرتی ہے جو ہمارے عام دنیاوی معیار سے کہیں بلند، گہرا اور سچا ہے
- عام دنیاوی تصور یہ ہے کہ: کامیاب وہ ہے جس نے زیادہ پا لیا۔ قرآن کہتا ہے: کامیاب وہ ہے جس نے اپنے رب کو پا لیا، اپنی نماز سنوار لی، اپنے نفس کو پاک کر لیا، اپنے عمل کو درست کر لیا، اپنی امانتیں ادا کر دیں، اپنی خواہشات کو قابو میں رکھا، اپنی زندگی کو مقصد دے دیا، اور آخرت میں اللہ کی رحمت سے جنت کا وارث بن گیا۔
- دنیاوی کامیابی ختم ہو جاتی ہے۔ قرآنی فلاح باقی رہتی ہے۔
- دنیا کی کامیابی لوگوں کی نظر میں ہوتی ہے۔ قرآن کی فلاح اللہ کے ہاں ہوتی ہے۔
- دنیا کی کامیابی قبر تک ساتھ نہیں جاتی۔ قرآنی فلاح قبر، حشر اور آخرت میں کام آتی ہے۔
- اس سے ہمارے اوپر یہ لازم آتا ہے کہ ہم کامیابی کی تعریف قرآن سے لیں، اپنی ترجیحات کو اسی کے مطابق بدلیں، اپنی زندگی کا محاسبہ کریں، اپنی نسلوں کو صحیح معیار دیں، اور سورۃ المؤمنون کے آغاز و اختتام کو اپنے دل میں بٹھا لیں:
  - قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُون بے شک اہلِ ایمان فلاح پا گئے۔ اور
  - إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ بے شک کافر فلاح نہیں پا سکتے۔

مومن کی زبان پر یہی دعا رہی چاہیے کہ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ۔ اے میرے رب! بخش دے، رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے

اَللّٰهُمَّ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْمُفْلِحِينَ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ، وَعَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ، وَلِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ، وَلِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ، وَلِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ، وَعَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ-

اے اللہ! ہمیں ان کامیاب مؤمنوں میں شامل فرما جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغو اور بے فائدہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں، زکوۃ اور پاکیزگی کا اہتمام کرتے ہیں، اپنی پاک دامنی کی حفاظت کرتے ہیں، اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرتے ہیں، اور اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ فَهِمُوا حَقِيقَةَ الْفَلَاحِ ، فَجَعَلُوا رِضَاكَ غَايَتَهُمْ، وَالْآخِرَةَ هَمَّهُمْ، وَالْقُرْآنَ دَلِيلَهُمْ، وَطَاعَتَكَ سَبِيلَهُمْ-

اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں بنا جنہوں نے فلاح کی حقیقت کو سمجھا، تیری رضا کو اپنی منزل بنایا، آخرت کو اپنی اصل فکر بنایا، قرآن کو اپنا رہنما بنایا، اور تیری اطاعت کو اپنا راستہ بنایا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَاجْعَلْهَا فِي أَيْدِينَا وَلَا تَجْعَلْهَا فِي قُلُوبِنَا-

اے اللہ! دنیا کو ہماری سب سے بڑی فکر، ہمارے علم کی آخری حد، اور ہماری خواہش کی آخری منزل نہ بنا۔ دنیا کو ہمارے ہاتھوں میں رکھ، ہمارے دلوں میں نہ بسا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ وَرَثَةِ الْفِرْدَوْسِ، الَّذِينَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ: رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ-

اے اللہ! ہمیں فردوس کے وارثوں میں شامل فرما، جو اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل فرما جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا، وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا، وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ، وَأَدْخِلْنَا بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ - آمِينَ